
وَلَنْ تَرْضٰى عَنْکَ الْیَھُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰی حَتّٰی تَتَّبِعَ مِلَّتَھُمْ.
"یہود و نصاریٰ آپ سے اس وقت تک خوش نہ ہوں گے، جب تک آپ ان کے دین پر نہ چلنے لگیں" ۔(بقرہ:120)
الجہاد
مشرکین کے ساتھ دوستی کا شرعی حکم
مؤلف: امام سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ
ترجمہ: مدثر احمد بن محمد ارشد لودھی حفظہ اللہ

الموحدین ویب سائٹ ٹیم پیش کرتے ہیں

مشرکین کے ساتھ

دوستی کا شرعی حکم

مولف: امام سلیمان بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الوھاب رحمۃ اللہ علیہم

ترجمہ: مدثر احمد بن محمد ارشد لودھی حفظہ اللہ



مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان
Website: http://www.muwahideen.co.nr
Email: salafi.man@live.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محترم قاری اللہ آپ پر اپنی رحمت کی بارش برسائے:

یہ بات آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جب انسان مشرکین کے سامنے ان کے دین سے اتفاق کرلے، خواہ ان کے خوف کی وجہ سے، یا ان کا دلدادہ ہونے کے سبب، یا ان کی طرف جھکاؤ رکھنے کی وجہ سے، یا ان کے شر سے بچنے کی خاطر تو وہ انہی کی طرح کا فر ہے، اگرچہ ان کے دین کو ناپسند کرتا ہو اور ان سے نفرت اور اسلام اور مسلمانوں سے محبت کرنے والا ہو۔

یہ صرف ان کے دین سے موافقت کے سبب کافر ہے، تو جو ان کے زیر کنٹرول علاقے میں ہو، اور انہی کا طالب و فرمانبر دار ہو، اور ان کے باطل دین پر ان سے اظہار موافقت کرتا ہو اور مال و مدد فراہم کرکے باطل پر ان کے ساتھ تعاون کرتا ہو اور ان سے تعلقات قائم کرکے مسلمانوں سے قطع تعلقی کرلے اور اخلاص و توحید اور موحدین و مخلصین کا حامی رہنے کے بعد مزارات و شرک اور قبر پرستوں و مشرکوں کا حامی بن جائے، تو اس کے کافر اور اللہ اور اس کے رسول کا بدترین دشمن ہونے میں کوئی مسلمان شک کر ہی نہیں سکتا (البتہ وہ شخص جس پر مشرکین قابو پالیں اور زبردستی کریں) اور کہیں کہ کفر یا ایسا ہی کوئی کام کرو گرنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے اور پھر اس پر مسلسل تشدد کریں تاآنکہ وہ ان کے سامنے محض زبانی اظہار موافقت کر دے تو یہ شخص مجبور ہے اور مستثنیٰ ہے، بشرطیکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو۔ اس بات پر علماء کا اجماع ہے کہ جو مذاقاً کلمہ کفر کہے وہ کافر ہے، تو جو ڈر کر یا حصول دنیا کی خاطر کفر کا اظہار کر دے، وہ کافر کیوں نہ ہو؟

میں اللہ کی مدد و تائید سے ایسے شخص کے کافر ہونے کے چند دلائل ذکر کرتا ہوں:

① فرمان باری تعالیٰ:

وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ۔

"یہود ونصاریٰ آپ سے اس وقت تک خوش نہ ہوں گے، جب تک آپ ان کے دین پر نہ چلنے لگیں"۔ (بقرہ:120)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ یہود و نصاریٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت تک خوش نہ ہوں گے، جب تک کہ وہ ان کے دین پر نہ چلنے لگیں، اور ان کے حق پر ہونے کی گواہی نہ دے دیں۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَ هُمْ بَعْدَ الَّذِىْ جَآئَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّ لَا نَصِيْرٍ۔

"آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کی (عطاء کردہ) ہدایت (دین) ہی اصل ہدایت ہے، اور اگر آپ اپنے پاس علم آجانے کے بعد بھی ان کی خواہشات پر چلے، تو اللہ کی جانب سے آپ کا کوئی دوست اور مددگار نہ ہوگا" (بقرہ:120)

دوسری آیت میں فرمایا:

اِنَّكَ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔

"اس صورت میں آپ یقیناً ظالموں میں سے ہوں گے" (البقرہ:145)۔

ان آیات کے مطابق اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کسی طرح کا دلی اعتقاد رکھے بغیر بظاہر ان کے دین پر ان کی موافقت کریں تا کہ ان کے شر سے بچ جائیں، یا ان کی طرف جھکاؤ کے سبب، تو آپ بھی ظالموں میں شمار ہو جائیں گے، تو جو قبر پرستوں کے لئے ان کے حق پر اور صراط مستقیم پر ہونے کا اظہار کر دے وہ کیونکر ظالموں میں سے نہ ہو؟ کیونکہ وہ تو اس سے صرف اسی طرح ہی خوش ہوں گے۔

(۲) فرمان تبارک و تعالیٰ:

وَلَا يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ اِنِ اسْتَطَاعُوْا وَ مَنْ يَّرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَيَمُتْ وَ هُوَ كَافِرٌ فَاُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ وَ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔

"اور وہ تم سے لڑتے ہی رہیں گے حتی کہ تمہیں تمہارے دین سے مرتد بنادیں اگر وہ ایسا کرنے پر قادر ہوں اور تم میں سے جو اپنے دین سے مرتد ہو گیا اور کافر ہی مرا تو ان لوگوں کے اعمال دنیا و آخرت میں ضائع ہو گئے اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے"۔ (البقرہ:217)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ کفار مسلمانوں سے اس وقت تک جنگ کرتے رہیں گے جب تک کہ وہ مسلمانوں کو ان کے دین سے مرتد نہ کر دیں، بشرطیکہ وہ ایسا کرنے کی طاقت رکھتے ہوں، اور اللہ نے کسی کو جان مال یا عزت کے خوف سے ان کی موافقت کی اجازت نہیں دی بلکہ جنگ کی صورت میں ان کے شر سے بچنے کے لئے ان کی موافقت کرنے والے کے متعلق یہ بتا دیا کہ وہ مرتد ہے اور اگر اسی حال میں مر گیا تو ہمیشہ کے لئے جہنمی ہے۔

تو جو کسی لڑائی یا جنگ کے بغیر ہی ان کی موافقت کرتا ہو وہ مرتد کیونکر نہ ہو جبکہ جو جنگ کے بعد ان کی موافقت کرے اس کا بھی کوئی عذر مقبول نہیں ہے، لہٰذا جو کسی طرح کے خوف یا جنگ کے بغیر ہی کفار کی موافقت میں بڑی تیزی دکھاتے ہیں ان کا کوئی عذر قبول ہونا ہی نہیں چاہیے اور وہ بلاشک وشبہ کفار ومرتد ہیں۔

③ فرمان تبارک وتعالیٰ:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً۔

”مومنین، مومنوں کے سوا کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا تو وہ اللہ کی طرف سے کسی شئے میں نہیں، الا یہ کہ تم ان سے بچ کر رہو“۔ (آل عمران:28)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو منع کیا ہے کہ وہ مومنوں کے سوا کفار کو اپنا دوست بنائیں اگرچہ وہ کسی قسم کے خوف کے سبب ایسا کرنا چاہتے ہوں اور ایسا کرنے والے کے متعلق یہ خبر دی کہ

”وہ اللہ کی طرف سے کسی شئے میں نہیں ہے“

یعنی اللہ کے ان دوستوں میں سے نہیں ہے جن سے آخرت میں نجات کا وعدہ کیا گیا ہے ”الّا کہ تم ان سے بچ کر رہو“۔ یعنی انسان اس قدر بے بس ہو جائے کہ ان سے دشمنی کا اظہار کرنے کی طاقت نہ رکھے اور اپنے دل کو ان سے بغض وعداوت پر مطمئن کر کے ان کے ساتھ بظاہر میل جول رکھے، لیکن جو مومنوں کے سوا بلا عذر ہی انہیں دوست بنائے، دنیاوی زندگی کو آخرت

پر ترجیح دے اور مشرکین سے ڈرتا ہو لیکن اللہ تعالیٰ سے نہ ڈرے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس خوف کو بطور عذر قبول نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ:

اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَه فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

"درحقیقت یہ شیطان ہے جو اپنے دوستوں کو خوفزدہ کرتا ہے سو تم ان سے خوفزدہ نہ ہو اور اور مجھ سے ڈرو اگر واقعی تم مومن ہو"۔(آل عمران:175)

④ فرمان باری تعالیٰ:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ۔

"اے ایمان والو اگر تم ان لوگوں کی اطاعت کروگے جنہوں نے کفر کیا تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں کے بل پلٹادیں گے پھر تم نقصان اٹھانے والے ہو جاؤ گے"۔(آل عمران:149)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اگر مومنین کفار کی اطاعت کرنے لگیں تو وہ لازماً انہیں اسلام سے مرتد بنادیں گے کیونکہ وہ مسلمانوں سے کفر سے کم پر ہرگز راضی نہیں ہوتے، نیز یہ خبر بھی دی کہ ایسا کرنے کی صورت میں وہ دنیاوآخرت دونوں میں نقصان اٹھائینگے، اور انہیں کفار کے خوف سے ان کی اطاعت وموافقت کی اجازت نہیں دی، حقیقت بھی یہی ہے کہ کفار ان سے اسی صورت میں خوش ہوں گے جب وہ ان کے حق پر ہونے کی گواہی دے دیں، اور مسلمانوں سے بغض وعداوت کا اظہار کردیں اور ان سے تعلقات منقطع کرلیں۔ اس کے بعد فرمایا:

بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰكُمْ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ۔

"بلکہ اللہ ہی تمہارا دوست ہے اور وہ سب مدد کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے"(آل عمران:150)۔

اس حصے میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ ہی مومنوں کا دوست ومددگار ہے بلکہ سب سے بڑا مددگار ہے سو اسی کی اطاعت ومدد کے ذریعے کفار سے بے خوف اور بے پرواہ ہوا جاسکتا ہے۔

لیکن افسوس ہے بندوں پر کہ انہوں نے توحید کو جان لیا اسی میں پرورش پائی اور یہ وقت ابھی گزرا ہی ہے کہ وہ رب العالمین، خیر الناصرین کی دوستی سے مشرک اور قبر پرستوں کی دوستی کی طرف چلے گئے، اس ذات کے بجائے جو ہر شئے کا مالک ہے ان مشرکوں سے خوش رہنے لگے بلاشبہ ظالموں کا بدلہ بہت ہی برا ہے۔

⑤ فرمان باری تعالیٰ:

اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ مَاْوٰىهُ جَهَنَّمُ وَ بِئْسَ الْمَصِيْرُ۔

"کیا وہ شخص جو اللہ کی رضامندی پر چلے وہ اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو اللہ کی ناراضگی لے کر لوٹے اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہو اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے"۔(آل عمران:162)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ اللہ کی رضا پر چلنے والے اور اس کی ناراضگی کی راہ پر چلنے والے کبھی برابر نہیں ہو سکتے اس کی ناراضگی اختیار کرنے والے کا انجام بروز قیامت جہنم ہے۔ اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اکیلے اللہ کی عبادت کرنا اور اس کے دین کی مدد کرنا ہی اللہ کی رضامندی ہے اور قبوں اور مردوں کی عبادت و مدد کرنا اللہ کو ناراض کر دیتا ہے لہٰذا جو مومن اللہ کی توحید اور دعوت توحید کا حامی ہو وہ اور جو مشرک شرک اور دعوت شرک کا مددگار ہو وہ یہ دونوں کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ اور اگر اس موقع پر کوئی خوف کو عذر بنائے تو یہ ناقابل قبول ہے اللہ نے کسی ایسے کام میں جو اسے ناراض کر دیتا ہو اور اس کی رضامندی سے دور کر دیتا ہو "خوف" کو بطور عذر نہیں مانا ہے۔

اکثر باطل پرست دنیا چھن جانے کے خوف سے حق چھوڑ دیتے ہیں وگرنہ وہ حق کو نہ صرف جانتے ہوتے ہیں بلکہ اس کے مطابق عقیدہ بھی رکھتے ہیں لیکن صرف اس طرح وہ مسلمان نہیں ہو سکتے۔

⑥ فرمان باری تعالیٰ:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَ سَآءَتْ مَصِيْرًا۔

”فرشتے جن لوگوں کو موت دے رہے ہوتے ہیں اس حال میں کہ انہوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کئے ہوتے ہیں وہ ان سے پوچھتے ہیں تم کس حال میں تھے ؟وہ جواباً کہتے ہیں کہ ہم زمین پر بڑے کمزور تھے وہ کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین فراخ نہ تھی ؟تم وہ جگہ چھوڑ کر چلے جاتے تو انہی لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے“۔(النساء:97)

یعنی فرشتوں کا سوال ہوتا ہے کہ تم مسلمانوں میں سے تھے یا مشرکین میں سے ؟تو وہ کمزوری کو مسلمانوں کے فریق سے خارج ہونے کا عذر بتاتے ہیں فرشتے ان کا یہ عذر قبول نہیں کرتے اور ان پر جرح کرتے ہوئے کہتے ہیں ”کیا اللہ کی زمین فراخ نہ تھی ؟تم اس میں ہجرت کر لیتے“۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا”انہی لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے“۔ یہ آیت ان اہل مکہ کے متعلق نازل ہوئی جو اسلام لے آئے اورانہوں نے ہجرت نہ کی پھر جب مشرکین جنگ بدر کے لئے روانہ ہوئے توانہیں بھی اپنے ساتھ چلنے پر مجبور کر دیا وہ ان کے خوف سے نکل پڑے پھر لڑائی میں مقابل گروہ کے مسلمانوں نے انہیں قتل کیا اور پھر جب انہیں معلوم ہوا کہ انہوں نے کسے قتل کیا ہے تو یہ افسوس کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہم نے اپنے ہی بھائی قتل کر دیئے۔اس موقع پر یہ آیت اتری جس میں انہیں ظالم اور جہنمی کہا گیا ہے۔تو جو اسلامی ممالک مشرکین کے قبضے میں چلے جائیں اوراس کے باشندے مشرکین کے گروہ میں شامل میں ہو جائیں اور اسلام کا ہار اپنے گلے سے اتار پھینکیں اور مشرکین کے دین سے موافقت کا اظہار کرنے لگیں ان کے فرمانبردار بن جائیں انہیں پناہ دیں ان کی مدد کریں اور موحدین کی مدد کرنا چھوڑ دیں ان کی راہ سے الگ ہو جائیں اور انہیں غلط قرار دیں اور پھر انہیں برا کہنے لگیں،اور ان کا مذاق اڑانے لگیں،اور توحید پر ثابت قدم رہنے اور اس پر آنے والی مشکلات پر صبر کرنے اور جہاد کرنے کے سبب انہیں بے وقوف کہنے لگیں،اور موحدین کے خلاف مشرکین کی از خود ہی دل سے مدد کریں نہ کہ مجبور ہو کر یا بے دلی سے تو اس طرح کے لوگ ان کی بنسبت بالاولی کافر اور جہنمی ہوئے جنھوں نے وطن کی محبت میں اور کفار کے خوف سے محض ہجرت نہ کی اور مجبور اور خوفزدہ ہو کر بے دلی سے ان کے لشکر میں شامل ہوئے۔

اگر کوئی کہے کہ:

مشرکین کا غزوہ بدر میں مسلمانان مکہ کو مسلمانان مدینہ سے مقابلے کے لئے اپنے ساتھ نکلنے پر مجبور کر دینا کیا ان مسلمانوں کے لئے عذر نہیں ہے ؟تو اس سے جواباً کہا جائے گا کہ یہ عذر نہیں ہے کیونکہ جب اس سے پہلے وہ ان کے ساتھ رہائش پذیر تھے اس

وقت معذور نہ تھے تو اب اکراہ یعنی زبردستی کی وجہ سے معذور کس طرح ہوئے؟ جبکہ ان کے ساتھ رہتے ہوئے وہ ہجرت کر سکتے تھے لیکن انہوں نے ہجرت کو چھوڑ دیا۔

⑦ فرمان باری تعالیٰ:

وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖۤ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ۔

"اور وہ کتاب میں تم پر یہ بات نازل کر چکا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کیا جا رہا ہو اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہو تو تم ان کے ساتھ نہ بیٹھو حتی کہ وہ اس کے علاوہ کسی اور بات میں لگ جائیں اس وقت تم انہی کی طرح ہوتے ہو"۔(النساء:140)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ جو اللہ کی آیات کے ساتھ کفر کرنے والوں اور ان کا مذاق اڑانے والوں کے ساتھ اس مجلس میں بیٹھے گا وہ انہی کی مانند ہو گا۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے خوفزدہ اور بے خوف اور مجبور وغیرہ میں کوئی فرق نہیں کیا جیسا کہ شروع اسلام میں سب ایک ہی شہر مکہ میں تھے تو اب جبکہ اسلام پھیل چکا ہے اور اپنے اسلامی شہر میں اگر کوئی اللہ کی آیات کے ساتھ کفر واستہزاء کرنے والوں کو اپنے شہروں میں مدعو کرے اور انہیں دوست بنا کر اپنے ساتھ بٹھائے اور ان کا کفر واستہزاء سنے اور اس کا اقرار کرے اور موحدین کو جھڑکے ایسا شخص ان کی طرح کافر اور مذاق اڑانے والا کیونکر نہ ہو؟

⑧ فرمان باری تعالیٰ:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ۔

"اے ایمان والو یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو انہیں دوست بنائے گا تو یقیناً وہ انہی میں سے ہو گا بے شک اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا"۔(المائدۃ:51)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو منع کیا کہ وہ یہود و نصاریٰ کو دوست بنائیں اور یہ بتایا ہے کہ جو انہیں دوست بنائے گا وہ انہی میں شمار ہو گا۔ یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جو مجوسیوں اور بت پرستوں کو دوست بنائے اب اگر کوئی اختلاف کرے اور کہے کہ قبر پرستی اور مردوں کو پکارنا اللہ کے ساتھ شرک کرنا نہیں ہے اور نہ ہی ایسا کرنے والے مشرک ہیں تو اس کا کفر و عناد واضح ہے۔ نیز یہاں بھی اللہ تبارک و تعالیٰ نے خوفزدہ اور بے خوف میں کوئی فرق نہیں کیا بلکہ فرمایا کہ جن لوگوں کے دلوں میں بیماری ہو وہ گردش حالات کے خوف سے ایسا کرتے ہیں اور یہی حال ان مرتدین کا بھی ہے جو گردش حالات سے خوفزدہ رہتے ہیں کیونکہ ان کے دلوں میں اللہ کی نصرت کے سچے وعدوں پر ایمان نہیں ہے، لہٰذا وہ شرک اور مشرکین کی طرف لپکتے ہیں کہ کہیں گردش حالات کا شکار نہ ہو جائیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ۔

”امید ہے اللہ جلد ہی فتح یا اپنی جانب سے کوئی اور معاملہ لے آئے پھر وہ اپنے دل میں چھپائے ہوئے رازوں پر شرمندہ ہو جائیں“۔(مائدہ:52)

⑨ فرمان باری تعالیٰ:

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ۔

”آپ ان کی اکثریت کو دیکھیں گے کہ وہ ان لوگوں کو ہی دوست بناتی ہے جنہوں نے کفر کیا ہو یقیناً جو ان کی جانوں نے ان کے لئے آگے بھیجا وہ بہت ہی برا ہے کہ اللہ ان پر ناراض ہو گیا اور وہ ہمیشہ عذاب میں رہیں گے“۔(المائدۃ:80)

اس آیت میں اللہ نے یہ بتایا ہے کہ کفار سے دوستی کرنا اللہ کی ناراضگی اور جہنم میں ہمیشگی کا سبب ہے اگرچہ ایسا کرنے والا خوفزدہ کیوں نہ ہو البتہ جو اللہ کی لگائی ہوئی شرط یعنی ایمان پر اطمینان قلب کے ساتھ مجبور کر دیا گیا ہو وہ مستثنیٰ ہے لیکن جو شخص اور اہل توحید سے دشمنی اور بغض رکھتا ہو اور دعوت توحید کو مٹانے پر اور غیر اللہ کی طرف دعوت یعنی دعوت شرک پر تعاون کرتا ہو وہ کافر کیوں نہ ہو جبکہ یہ تمام کام واضح کفر ہیں۔

⑩ فرمان باری تعالیٰ:

وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ۔

"اور اگر وہ واقعی اللہ اور نبی اور اس کی طرف نازل کردہ (وحی) پر ایمان رکھتے تو انہیں دوست نہ بناتے لیکن ان کی اکثریت فاسق ہے"۔(المائدة:81)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ کفار سے دوستی اللہ اس کے رسول اور اس کی نازل کردہ کتاب پر ایمان کے منافی ہے اس کے بعد اس کی وجہ یہ بتائی کہ ان کی اکثریت فاسق ہے یہاں بھی گردش حالات سے خوفزدہ اور بے خوف کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا مرتد ہونے سے پہلے ان مرتدین کی اکثریت کا یہی حال ہوتا ہے کہ وہ فاسق ہوتے ہیں یا یہی فسق انہیں کفار سے دوستی اور اسلام سے مرتد ہو جانے پر آمادہ کرتا ہے (نعوذ باللہ من ذلك)

⑪ فرمان باری تعالیٰ:

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰٓى اَوْلِيٰٓـِٕهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ وَاِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ۔

"اور یہ شیاطین اپنے دوستوں کی طرف وسوسے ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کی بات مان لی تو تم یقیناً مشرک ہوئے"۔(الانعام:121)

یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب مشرکین نے مسلمانوں سے کہا جسے تم خود مار ڈالو اسے کھا لیتے ہو اور جسے اللہ مار دے اسے نہیں کھاتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی اس آیت کے مطابق مشرکین کی اطاعت یعنی بات مانتے ہوئے مردار کو حلال قرار دینے والا بھی خوفزدہ یا بے خوف کا فرق کئے بغیر مشرک ہے تو جو ان سے دوستی کرنے ان کے ساتھ مل کر چلنے، ان کی مدد کرنے، ان کے حق پر ہونے کی گواہی دینے، مسلمانوں کی جان مال عزت کو حلال سمجھنے اور مسلمانوں کی جماعت سے نکل کر مشرکین کی جماعت میں مل جانے کو ان کی اطاعت میں حلال اور جائز مان لے، وہ ان لوگوں کی بنسبت بالاولیٰ کافر اور مشرک ہوا جو صرف مردار حلال قرار دینے میں ان کی موافقت کرے۔

(۱۲) فرمان باری تعالیٰ:

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ۔

''اور آپ ان پر اس شخص کا قصہ پڑھیں جسے ہم نے اپنی آیات دیں پھر وہ ان سے نکل گیا پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا بالآخر وہ سرکشوں سے ہو گیا''۔(الاعراف:175)

یہ آیت بنی اسرائیل کے عالم وزاہد عابد کے متعلق نازل ہوئی جس کا نام بلعام تھا اور وہ اسم اعظم جانتا تھا۔ ابن ابی طلحہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ''جب موسیٰ علیہ السلام نے جبابرۃ پر حملہ آور ہونے کا فیصلہ کیا تو اس کے (بلعام) چچازاد اور ہم قوم اس کے پاس آکر کہنے لگے کہ موسیٰ بہت ہی مضبوط شخص ہے اور اس کے پاس لشکر بھی بہت سا ہے اور اگر وہ ہم پر غالب آیا تو ہم سب کو قتل کر دے گا لہٰذا آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ موسیٰ علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں کو ہم سے ہٹا دے، اس نے کہا اگر میں یہ دعا کرلوں تو میری دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہو جائیں گی وہ اس سے اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ اس نے دعا کر دی اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی آیات سے نکال باہر کیا۔ تو یہ ہے اللہ کا فرمان:

فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ۔

''پھر وہ ان سے نکل گیا پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا بالآخر وہ سرکشوں سے ہو گیا''۔

ابن زید فرماتے ہیں کہ: ''اس کی خواہش اپنی قوم کے ساتھ تھی یعنی موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم سے لڑنے والوں کے ساتھ یہ شخص جسے اللہ نے اپنی آیات سے نوازا اور وہ انہیں جاننے اور ان اہل بن جانے کے بعد ان سے نکل گیا اور ان کے مطابق اس نے عمل نہ کیا تو یہ اس طرح ہوا کہ اس نے مشرکین کی حمایت کی اور اپنی رائے کے ذریعے ان کی مدد کی اور موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے خلاف یہ دعا کی کہ اللہ انہیں اس کی قوم سے ہٹا دے حالانکہ وہ حق جانتا تھا، اس کا اقرار کرتا تھا اور عبادت گزار بھی تھا لیکن قوم اور خاندان کے خوف نے اور اس کی اپنی نفسانی خواہشات اور دنیاوی جاہ وجلال نے اسے اس حق کے مطابق عمل کرنے سے روک دیا اور یہی اللہ کی آیات سے نکلنا قرار پایا۔ آج کل کے ان مرتدین کی بھی واقعتاً یہی حالت ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی آیات دی ہیں جن میں توحید اور دعوت توحید کا حکم شرک اور دعوت شرک سے روکا گیا ہے اور مومنوں سے محبت اور ان کی مدد کرنے اور مل کر اللہ کی رسی مضبوط پکڑ لینے اور مومنوں سے مل جانے اور مشرکین سے بغض وعداوت رکھنے اور ان سے الگ رہنے اور ان کے خلاف جہاد کرنے اور بتوں کو گرا دینے اور قحبہ خانوں اور لواطت کے مراکز اور بے حیائی کے اڈوں کو تہس نہس کر دینے کا حکم ہے اور وہ

ان احکامات کو نہ صرف جانتے ہیں بلکہ ان کا اقرار بھی کرتے ہیں پھر بھی ان سب سے نکل جاتے ہیں تو یہ لوگ بلعام سے بڑھ کر اللہ کی آیات سے نکل جانے اور کفر وارتداد کے مستحق ہیں یا کم از کم اس کی مثل ضرور ہیں۔

⑬ وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ۔
"اور تم ان لوگوں کی طرف جھکاؤ مت رکھو جنھوں نے ظلم کئے پس تمہیں آگ لگ جائے گی اور اللہ کے سوا تمہارا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا پھر تمہاری مدد نہ کی جائے گی"۔(ھود:113)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ ظالم کفار کی طرف جھکاؤ اور میلان جہنم کی آگ کا سبب ہے یہاں بھی اللہ نے ان سے خوفزدہ اور بے خوف کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا البتہ جسے مجبور کر دیا جائے وہ مستثنیٰ ہے، تو جو شخص دینی اعتبار سے ان کی طرف مائل ہو اور ان کے متعلق اچھی رائے رکھتا ہو اور اپنے مال اور مشوروں کے ذریعے اپنی طاقت کے مطابق ان کی مدد کرتا ہو اور توحید اور توحید پرستوں کے مٹ جانے اور ان پر مشرکین کے غالب آجانے کی چاہت رکھتا ہو اس سے بڑھ کر ان کی طرف جھکاؤ رکھنے والا اور کافر کون ہو سکتا ہے؟

⑭ فرمان باری تعالیٰ:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ۔

"جو ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے مگر جو مجبور کر دیا جائے اور اس کا دل بھی ایمان پر مطمئن رہے لیکن جو شرح صدر سے کفر کرے تو انہی لوگوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے ایسا اس لئے کہ انہوں نے دنیاوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دی اور اس لئے کہ اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا"۔(النحل:107-106)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنا دین بدل کر کفر کی طرف پلٹ جانے والے کے متعلق قطعی فیصلہ دیا ہے کہ وہ کافر ہے خواہ اس کے پاس جان مال عزت کے خوف (یعنی صرف اسے خوف ہی ہو واقعتاً کسی مشرک نے اس کی جان یا مال یا عزت کو نقصان نہ پہنچایا ہو کیونکہ جسے واقعتاً کچھ نقصان پہنچایا ہو اسے خائف یا خوفزدہ نہیں بلکہ مجبور و بے بس کہتے ہیں۔ مترجم) کا عذر ہو یا نہ ہو، اور خواہ اس نے دل سے کفر کیا ہو یا بظاہر کیا ہو (نہ کہ دل سے) اور خواہ اس نے کفریہ قول و فعل دونوں کا ارتکاب کیا ہو یا کسی ایک کا یا مشرکین سے دنیاوی متاع کے حصول کی لالچ میں ایسا کیا ہو یا نہیں بہرحال وہ کافر ہے سوائے مجبور کے وہ مستثنیٰ ہے اور ہماری لغت میں اس سے مراد وہ شخص ہے جو ان کی قید میں ہو اور اس سے کہا جائے کہ کفر کرو گرنہ ہم تجھے قتل کر دیں گے یا مار دیں گے یا مشرکین نے اس پر بدترین تشدد کیا ہو اور اس سے نجات کا راستہ ان کی موافقت ہی ہو تو اس کے لئے بظاہر ان کی موافقت کرنا جائز ہے اس شرط کے ساتھ کہ اس کا دل اپنے ایمان پر مطمئن ہو یعنی دل سے اس کفر کا عقیدہ نہ رکھے لیکن اگر وہ دل سے بھی ان کے ساتھ متفق ہو جائے تو وہ کافر ہی ہے اگرچہ مجبور کیا گیا ہو۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام سے بھی ایسا ہی ظاہر ہوتا ہے کہ پہلی صورت میں اسے اس وقت تک مجبور شمار نہ کیا جائے گا جب تک کہ مشرکین اس پر بدترین تشدد نہ کریں امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کا کلام درج ذیل ہے:

"امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بیمار تھے امام یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ ان کی عیادت کے لئے آئے اور انہیں سلام کیا امام احمد نے جواب نہ دیا (واضح رہے کہ امام یحییٰ بن معین خائف یعنی خوفزدہ کو بھی مجبور مانتے تھے اس لئے انہوں نے خلق کے قرآن کے مسئلہ پر حاکم کے سامنے قرآن کے مخلوق ہونے کا اظہار کر دیا تھا جبکہ حاکم کی جانب سے ان پر کسی قسم کا تشدد نہیں کیا گیا تھا لیکن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ خائف کو معذور نہ مانتے تھے البتہ جس پر تشدد کیا جائے اسے معذور اور مجبور مانتے تھے اس سلسلے میں ان دونوں کے مابین شدید اختلاف تھا۔ از مترجم) امام یحییٰ بن معین عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث اور اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو: اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ وَقَلۡبُهٗ مُطۡمَـئِنٌّ ۢ بِالۡاِيۡمَانِ۔ "مگر جو مجبور کر دیا جائے اور اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو"۔ اپنے موقف کی دلیل میں پیش کرتے رہے، لیکن امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا منہ پھیر لیا بالآخر یحییٰ کہنے لگے یہ عذر بھی قبول نہیں کر رہے پھر جب واپس جانے کا ارادہ کیا تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ یہ عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث سے دلیل لیتے ہیں جبکہ حدیث عمار رضی اللہ عنہ میں ہے کہ انہوں نے نبی علیہ السلام کو اپنا قصہ سناتے ہوئے کہا کہ "جب میں مشرکین کے پاس سے گزرا تو وہ آپ کو برا کہہ رہے تھے اس پر میں نے انہیں منع کیا تو وہ مجھ پر تشدد کرنے لگے"۔ پھر امام صاحب یحییٰ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ تم سے

صرف اتنا کہا گیا کہ ہم تمہیں مار دیں گے (یعنی مارا نہیں تو اس پر تم نے حاکم کی موافقت کر لی یہ سن کر) یحیٰی کہنے لگے: "اللہ کی قسم آسمان کے نیچے اللہ کے دین میں تم سے زیادہ سمجھ دار میں نے نہیں دیکھا"۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا کہ اس کفر اور عذاب عظیم کی وجہ سے شرک کا اعتقاد رکھنا یا توحید سے جاہل ہونا یا دین اسلام سے بغض رکھنا یا کفر سے محبت کرنا نہیں بلکہ اس کی وجہ سے دنیا کی محبت اور (دنیا کی محبت کو) دین اور اللہ رب العالمین کی خوشنودی پر ترجیح دینا ہے چنانچہ فرمایا:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ۔

"ایسا اس لئے کہ انہوں نے دنیاوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دی اور اس لئے کہ اللہ کافر لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا"۔

وہ دنیا کی محبت کا عذر پیش کرتے رہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے انہیں کافر کہا اور ان کے بارے میں بتایا کہ اللہ انہیں ہدایت نہیں دے گا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دینے کے سبب مرتد ہونے والے لوگوں کے متعلق خبر دی کہ ان کے دلوں، آنکھوں اور کانوں پر مہر لگا دی گئی ہے اور وہ غفلت برتنے والے ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قطعی خبر دی کہ یہ لوگ ہی آخرت میں خسارہ اٹھانے والے ہوں گے۔

⑮ قرآن کریم میں اصحاب کہف کا باہم ایک دوسرے سے یہ کہنا کہ:

اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا۔

"اگر وہ (مشرکین) تم پر غالب آ گئے پھر یا تو وہ تمہیں رجم کر دیں گے یا اپنے دین میں پلٹا دیں گے، پھر تو تم کبھی نجات حاصل نہ کر سکو گے" (الکہف:20)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کا قول نقل کیا ہے کہ وہ آپس میں کہنے لگے کہ اگر تم پر مشرکین غالب آ گئے تو دو میں سے ایک بات یقینی ہے یا تو وہ ہمیں پتھر مار مار کر سنگسار کر دیں گے یا واپس اپنے دین میں پلٹا لیں گے۔ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا۔ "پھر تو تم کبھی نجات حاصل نہ کر سکو گے"۔ یعنی ان کے غالب ہونے کے بعد اگر تم نے ان کے دین پر ان سے موافقت کر لی

تو کبھی نجات نہ پاسکو گے۔ غور کیجئے یہ ان لوگوں کا حال ہے، جو مغلوب ہونے کے بعد ان کی موافقت کریں تو جو کسی غلبے یا دباؤ کے بغیر ہی ان کی موافقت کرنے لگے اور دور رہ کر بھی ان سے رابطہ رکھے اور ان کے مطالبے مان لے وہ کیسے نجات حاصل کر سکے گا ؟اس کے باوجود بھی ایسے لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ ہدایت یافتہ ہیں۔

(۱۶) فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَهٗ خَيْرُ نِاطْمَاَنَّ بِهٖ وَاِنْ اَصَابَتْهُ فِتْنَةُ نِانْقَلَبَ عَلٰى وَجْهِهٖ خَسِرَ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةَ ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ۔

”لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہیں جو سب سے الگ رہ کر اللہ کی عبادت کرتے ہیں اگر انہیں خیر پہنچے تو اس پر مطمئن رہتے ہیں اور اگر انہیں کوئی فتنہ آ پہنچے تو اپنے چہرے کے بل پلٹ جاتے ہیں انہوں نے دنیا و آخرت میں نقصان اٹھایا اور یہی واضح نقصان ہے“۔(الحج:11)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ کچھ لوگ الگ تھلگ رہ کر اللہ کی بندگی کرتے ہیں پھر جب کبھی انہیں کوئی بھلائی یعنی مدد یا عزت یا تندرستی یا کشادگی یا امن وعافیت وغیرہ پہنچے تو مطمئن یعنی ثابت قدم رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دین بڑا ہی اچھا ہے ہمیں اس میں خیر ہی خیر دکھائی دیتی ہے مگر جونہی کسی فتنے یعنی خوف یا بیماری یا فقر وفاقہ کا شکار ہوتے ہیں تو چہرے کے بل پلٹ جاتے ہیں یعنی اپنے دین سے مرتد ہو کر مشرکین کی طرف پلٹ جاتے ہیں۔ یہ آیت دور حاضر کے موجودہ فتنوں میں مبتلا ہو کر اپنے دین حق سے پلٹ جانے والوں پر پوری طرح صادق آتی ہے کہ جب تک کسی مصیبت کا شکار نہ ہوئے سب سے الگ ہو کر اللہ کی بندگی کرتے رہے اور اس حال میں یہ ان بندوں میں شامل نہ تھے جو یقین اور ثابت قدمی کے ساتھ اللہ کی بندگی کرتے ہیں پھر جونہی انہیں کسی طرح کے فتنے میں مبتلا ہونا پڑا تو اپنے دین سے ہی پھر گئے اور مشرکین سے متفق ہو گئے سو جس طرح دنیا میں ان کے ساتھ ہیں آخرت میں بھی انہی کے ساتھ ہوں گے یہ دنیا اور آخرت کا بڑا ہی واضح نقصان ہے۔

ان کے پاس کوئی دشمن نہیں آیا اور اب تک عافیت میں ہیں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ سے بدگمان ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حق اور اہل حق کے مدمقابل باطل اور اہل باطل کو فتح یاب کرے گا۔ سو ان کی اس بدگمانی نے انہیں گرا دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِىْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ۔

"یہ ہے تمہارا وہ ظن جو تم نے اپنے رب کے ساتھ روا رکھا اس نے تمہیں گرا دیا سو تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے"۔(فصلت:23)

میرے بھائی! آپ پر تو اللہ تعالیٰ نے ثابت قدم رہنے کا احسان کیا ہے آپ بچ کر رہیے گا کہیں آپ کے دل میں کوئی شک جگہ نہ بنالے یا ان لوگوں کا معاملہ آپ کو خوشنما لگنے لگے ان مشرکین سے متفق ہو جانا اور ان کے لئے اظہار اطاعت کرنا سمجھ میں آئے۔ اپنی جان، مال اور عزت سب کو بچا کر رکھیں اس لئے کہ اسی شبہے نے ہی بہت سے پہلوں اور پچھلوں کو شرک کی لعنت میں گرفتار کر دیا اور اللہ نے ان کا کوئی عذر بھی قبول نہ کیا، وگرنہ ان میں سے اکثر لوگ حق جانتے تھے دل سے اس کا عقیدہ بھی رکھتے تھے لیکن اس کے مطابق عمل نہ کرتے تھے اور وہ آٹھ ترغیبات جنہیں اللہ نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ان کی طرف راغب ہو کر شرک کی راہ اختیار کر لیتے جبکہ اللہ نے اس میں سے کسی کو بھی بطور عذر قبول نہیں کیا، فرمایا:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ۣاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِىْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِىَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ۔

"اے نبی آپ فرما دیجئے اگر تمہارے باپ دادا اور تمہاری اولاد اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا خاندان اور تمہارے اموال جو تم نے کمائے اور تمہارا کاروبار جس میں نقصان سے تم ڈرتے ہو اگر یہ سب تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے بڑھ کر محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو کہ اللہ اپنا فیصلہ لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا"۔(توبۃ:24)

⑰ فرمان باری تعالیٰ:

اِنَّ الَّذِيْنَ ارْتَدُّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَى الشَّيْطٰنُ سَوَّلَ لَهُمْ وَ اَمْلٰى لَهُمْ، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لِلَّذِيْنَ كَرِهُوْا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ سَنُطِيْعُكُمْ فِىْ بَعْضِ الْاَمْرِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِسْرَارَهُمْ، فَكَيْفَ اِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَ اَدْبَارَهُمْ، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَ كَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ۔

"جو لوگ اپنے لئے ہدایت واضح ہو جانے کے بعد بھی اپنے پشتوں کے بل مرتد ہو گئے شیطان نے انہیں ان کے اعمال خوشنما کر کے دکھائے اور انہیں امیدیں دلائیں یہ اس لئے کیونکہ انہوں نے ان لوگوں سے کہا جو اللہ کے نازل کردہ (حکم یا دین) کو ناپسند کرتے تھے کہ بعض معاملات میں عنقریب ہم تمہاری اطاعت کر لیں گے۔ جبکہ اللہ ان کے دل میں پوشیدہ باتیں تک جانتا ہے تو جب فرشتے انہیں موت دیتے وقت ان کے چہروں اور پشتوں پر مار رہے ہوں گے اس وقت کیا عالم ہو گا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس راہ پر چلے جس نے اللہ کو ناراض کر دیا اور انہوں نے اس کی رضامندی کو ناپسند کیا سو اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے"۔ (محمد:28-25)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی پشتوں کے بل مرتد ہو جانے والوں کے متعلق یہ خبر دی ہے کہ ان کے لئے ہدایت کی راہ واضح ہو چکی تھی اور وہ اس کے علم کے باوجود مرتد ہو گئے لیکن حق کے اس علم نے انہیں کچھ فائدہ نہ دیا اور شیطان ان کے سامنے ان کے اس ارتداد کو خوشنما بنا کر پیش کر تا رہا اور انہیں حقیقت سے دھوکے میں رکھا دنیا کے فتنے میں مبتلا ہو کر مرتد ہو جانے والوں کا یہی حال ہوتا ہے کہ شیطان اولاً انہیں دھوکے دیتا ہے اور انہیں اس وہم میں مبتلا کرتا ہے کہ "خوف" ان کے لئے ارتداد کا ٹھوس عذر ثابت ہو گا اور چونکہ وہ حق کو پہنچانتے ہیں اس کی گواہی بھی دیتے ہیں اس لئے ان کی یہ بد عملی انہیں نقصان نہ دے گی لیکن وہ یہ بھول جاتے ہیں کہ اکثر مشرکین بھی حق کو پہنچانتے ہیں اس سے محبت بھی کرتے ہیں اور اس کا اقرار بھی کرتے ہیں لیکن دنیا کی محبت اور جان، مال معیشت و مملکت کے خوف میں اس پر چلتے نہیں اس کے مطابق عمل نہیں کرتے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَآ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَ كَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ۔

"اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس راہ پر چلے جس نے اللہ کو ناراض کر دیا اور انہوں نے اس کی رضامندی کو ناپسند کیا سو اللہ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے کہ ان پر ارتداد اور شیطان کی چالبازیاں چل جانے کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے ان لوگوں سے جو اللہ کا نازل کردہ دین ناپسند کرتے ہیں یہ کہا کہ عنقریب بعض معاملات میں ہم تمہاری بات مان لیں گے لہٰذا جب مشرکین (جو اللہ کا نازل کردہ قانون ناپسند کرتے ہیں) سے بعض معاملات میں ان کی اطاعت کا وعدہ کرنے والا کافر ہے اگرچہ اپنے وعدے کے مطابق عمل کرے یا نہ کرے تو جو انہی مشرکین سے اتفاق کرے اور ان کے لئے ہدایت پر ہونے کا اظہار کرے اور موحدین کو ان کے خلاف جہاد میں غلطی پر قرار دے اور ان سے مفاہمت اور باطل دین میں داخل ہو جانے کو درست سمجھے وہ ان

لوگوں کی بنسبت بالاولیٰ مرتد وکافر ہوا جو محض بعض معاملات میں ان کی اطاعت کا وعدہ کرتے ہیں کیونکہ یہ مشرکین بھی اللہ کے نازل کردہ قانون ''کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کی جائے اور اس کے سوا تمام طاغوتوں اور شریکوں کی عبادت سے بچا جائے'' کو ناپسند کرتے ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ موت کے وقت ان پر طاری ہونے والی بدترین حالت کے متعلق خبر دیتا ہے کہ فرشتے ان کے چہروں اور پچھواڑوں پر ضربیں لگاتے ہیں پھر اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اتَّبَعُوْا مَاۤ اَسْخَطَ اللّٰهَ وَكَرِهُوْا رِضْوَانَهٗ فَاَحْبَطَ اَعْمَالَهُمْ۔

''یہ (دردناک انجام) اس لئے کہ وہ اس راہ پر چلے جس نے اللہ کو ناراض کر دیا اور انہوں نے اللہ کو راضی کرنا پسند ہی نہ کیا سو اللہ نے ان کے اعمال برباد کر ڈالے''۔

⑱ فرمان باری تعالیٰ:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ نَافَقُوْا يَقُوْلُوْنَ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَئِنْ اُخْرِجْتُمْ لَنَخْرُجَنَّ مَعَكُمْ وَلَا نُطِيْعُ فِيْكُمْ اَحَدًا اَبَدًا وَّاِنْ قُوْتِلْتُمْ لَنَنْصُرَنَّكُمْ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ۔

''کیا آپ ان منافقین کو نہیں جانتے جو اپنے اہل کتاب کافر بھائیوں سے کہتے رہے کہ اگر تمہیں جلاوطن کیا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکل جائیں گے اور تمہارے معاملے میں ہم ہرگز کسی کی نہ مانیں گے اور اگر تم سے قتال کیا گیا تو ہم ضرور تمہاری مدد کو آئیں گے اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ وہ جھوٹے ہیں''۔(حشر:11)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے منافقین اور کفار میں اخوت کے رشتے (بھائی چارے) کو ثابت کیا اور بتایا کہ وہ ان سے مخفی طور پر کہتے ہیں کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم پر غالب آ گئے اور انہوں نے تمہیں جلاوطن کیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ ہی جلاوطن ہو جائیں گے اور تمہارے معاملے میں ہم کسی کی کوئی بھی بات نہ مانیں گے اور اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے قتال کیا تو ہم تمہاری مدد کریں گے اور تمہارے ساتھ ہو جائیں گے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس بات کی خبر دی کہ وہ اپنے اس قول میں جھوٹے ہیں تو اگر مشرکین سے مخفی طور پر وعدہ کرنا کہ ان کا ساتھ دیں گے، مدد کریں گے، اور جلاوطنی کی صورت میں خود بھی انہی کے ساتھ جلاوطن ہو جائیں گے ۔کفر اور نفاق ہے اگرچہ جھوٹا وعدہ ہی ہو تو جو واقعتا دل سے انہیں غالب کرنا چاہے اور ان کا فرمانبردار بن جائے اور دوسروں کو بھی ان کی طرف بلائے اور مال اور مشوروں کے ذریعے ان کی مدد کرے وہ منافق اور کافر کیوں نہ ہو؟ جبکہ ان منافقین نے تو یہ سب گردش حالات کے خوف سے کیا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ۔

''آپ ان لوگوں کو جن کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے دیکھیں گے کہ ان (کافروں) کے متعلق بڑی تیزی دکھاتے ہیں کہتے ہیں کہ ہم ڈرتے ہیں کہیں ہم پر کوئی مصیبت آجائے''(مائدۃ:52)۔

اس فتنے میں مبتلا ہو کر مرتد ہونے والوں کی اکثریت کا یہی حال ہوتا ہے وہ بعینہ وہی عذر پیش کرتے ہیں جو عذر اللہ نے ان منافقین کا ذکر کیا ہے یعنی گردش حالات لیکن اللہ نے ان کا یہ عذر قبول نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَآ اَسَرُّوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ، وَ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ۔

''پس قریب ہے کہ اللہ فتح دے دے یا اپنی جانب سے کوئی اور امر پھر وہ اپنے دل میں پوشیدہ رازوں پر شرمندہ ہو جائیں اور اہل ایمان کہیں کیا یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی بڑی پختہ قسمیں کھا کر کہا تھا کہ وہ تمہارے ساتھ ہیں ان کے اعمال برباد ہو چکے ہیں وہ خسارہ اٹھانے والے ہو گئے''(مائدہ:53-52)۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَنْ يَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهٖ فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗٓ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ۔

''اے ایمان والو! تم میں سے جو بھی اپنے دین سے مرتد ہوا تو عنقریب اللہ ایسی قوم لے آئے گا جن سے وہ محبت کرتا ہو گا اور جو اس سے محبت کرتے ہوں گے مومنوں پر بڑے نرم ہوں گے اور کافروں پر بڑے سخت ہوں گے''(مائدہ:54)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ مرتدین کی موجودگی کے وقت اللہ کے محبوب مجاہدین کی موجودگی ضروری ہے جن کی صفات یہ ہیں کہ وہ مومنوں کے لئے تو بڑے نرم اور کفار کے لئے بڑے سخت ہوں یعنی ان لوگوں کی مکمل ضد جو قبر پرستوں ،بدکاروں اور لوطیوں کے لئے تو بڑے ہی نرم ہوتے ہیں اور موحدین مخلصین کے لئے بڑے ہی شدید اور سخت

۔ مشرکین سے موافقت کرنے والوں کے کافر ہونے کے لئے یہی ایک دلیل کافی ہے اگرچہ وہ خوف کو عذر بناتے ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا يَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآئِمٍ

"وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے خوفزدہ نہ ہوں گے"۔

یہ صفت ان لوگوں کی ضد ہے جو مشرکین کے خوف سے سچائی اور جہاد کو ترک کر دیتے ہیں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ۔

"وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے"۔

یعنی اس کی توحید کی خاطر اس پر ثابت قدم رہتے ہوئے جہاد کریں گے تاکہ اللہ کی خوشنودی حاصل کر لیں اور اللہ کے دین کو غالب کر دیں اور اس راہ میں جو ان کے دین پر ملامت کرے اس کی کچھ پرواہ نہ کریں گے بلکہ اپنے دین پر ڈٹے رہیں گے، اس کے غلبے کے لئے جہاد کرتے رہیں گے اور کسی کی ملامت یا ناراضگی یا خوشی کی پراہ نہ کریں گے کیونکہ ان کا سب سے بڑا مقصد اور مطلوب اپنے سردار اور معبود کو راضی کرنا اور اس کی ناراضگی سے بچنا ہوگا یہ اس شخص کی کامل ضد ہے جس کا مطلوب و مقصود قبر پرستوں اور بدکاروں، لوطیوں کو خوش کرنا ان سے امیدیں وابستہ کرنا اور ان کی ناراضگی سے بچنا ہوتا ہے جبکہ یہ رسوائی اور گمراہی کی انتہاء ہے ۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ذٰلِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ۔

"یہ اللہ کا خاص فضل ہے جسے چاہے اس سے نواز دے اور اللہ وسیع ہے علم والا ہے"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ فتنوں کے دور میں اپنے دین پر ثابت قدم رہنے والے اہل ایمان کے لئے ثابت شدہ اس عظیم خیر اور ان صفات حمیدہ کے حصول میں ان کا اپنا کوئی کمال نہیں بلکہ یہ محض اللہ کا خاص فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے اس سے نواز دیتا ہے اور اللہ عظیم فضل والا ہے اس کے بعد فرمایا:

اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ۔

"درحقیقت تمہارا دوست اللہ اور اس کا رسول اور وہ مومن ہیں جو نماز ادا کرتے ہیں اور زکاۃ دیتے ہیں جبکہ وہ رکوع میں ہوتے ہیں"(مائدہ:55)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے جو امر کے معنی میں ہے یعنی اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کو دوست بنایا جائے اور ضمناً اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں کے دشمنوں سے دوستی سے منع فرمایا ہے۔

یہ بات کسی پر مخفی نہیں کہ ان دونوں گروہوں میں اللہ اور اس کے رسول اور اقامت صلاۃ اور ایتاء زکاۃ سے کون سا گروہ قریب ہے لہٰذا جو ان اوصاف سے متضاد اوصاف کا حامل ہے وہ اس دوستی کے ساتھ انصاف نہیں کرتا بلکہ اللہ اور اس کے رسول اور نمازی اور زکاتی مومنوں کی دوستی کے بجائے مشرکوں، بت پرستوں سے دوستی کرتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ غلبہ اس کے گروہ کو حاصل ہوگا اور انہیں جو ان سے دوستی کریں۔ فرمایا:

وَ مَنْ يَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ۔

"اور جو اللہ اور اس کے رسول اور مومنوں سے دوستی کرے گا تو بے شک اللہ کا گروہ ہی غالب ہونے والا ہے"۔(مائدہ:56)

(۱۹) فرمان باری تعالیٰ:

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْٓا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ۔

"آپ ایسے لوگ نہ پائیں گے جو اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہوں اور دوستیاں ان سے لگائیں جو اللہ اور اس کے رسول کے مخالف ہیں اگرچہ وہ ان کے باپ دادا یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے خاندان والے ہی کیوں نہ ہوں"(المجادلۃ:22)۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ ایسی قوم کا وجود ناممکن ہے جو اللہ اور اس کے رسول اور روز آخرت پر ایمان بھی رکھتی ہو پھر دوستیاں بھی اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے لگاتی ہو اگرچہ وہ ان کے قریب ترین عزیز رشتے دار ہی کیوں نہ ہوں (یعنی یا تو اس گروہ میں ہوگی جس میں اللہ اور اس کے رسول کے دشمن ہیں یا اس گروہ میں جس

میں اللہ اور اس کا رسول اور مومنین ہیں۔ مترجم) اور یہ بھی بتایا کہ یہ ایمان کی ضد اور اس کے منافی ہے یہ اور ایمان یکجا نہیں ہو سکتے جس طرح آگ اور پانی یکجا نہیں ہو سکتے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔

"اے ایمان والو اپنے باپ دادا اور بھائیوں کو دوست نہ سمجھو جب وہ ایمان پر کفر کو ترجیح دیں اور تم میں سے جو انہیں دوست سمجھے تو یہی لوگ ظالم ہیں" (توبۃ: 23)۔

ان دو آیتوں میں بڑا واضح بیان ہے کہ ماں، باپ دادا، بیٹوں، بیویوں اور خاندان والوں کے خوف میں کفر سے اتفاق کرنا، قابل قبول عذر نہیں جیسا کہ اکثر لوگ یہی عذر پیش کرتے ہیں جب خود انہیں انہی کے خوف سے اور ان کی خوشی حاصل کرنے کی خاطر دوست بنانے کی اجازت کسی کو حاصل نہیں ہے تو اغیار کفار کو دوست اور ساتھی بنانا اور ان کے لئے ان کے دین سے موافقت کرنا خواہ ان کے خوف سے یا اولاد واحفاد کی محبت میں ہی ہو کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟ اور تعجب تو یہ ہے کہ پھر وہ اسے اچھا اور حلال بھی سمجھنے لگتے ہیں اسی طرح ارتداد اور حرام کو حلال سمجھنا دونوں طرح کے کفر کا ارتکاب کرتے ہیں۔

(۲۰) فرمان باری تعالیٰ ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَعَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَاَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَيْتُمْ وَمَاۤ اَعْلَنْتُمْ وَمَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ۔

"اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ تم ان کی طرف دوستی کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ تمہارے پاس جو حق آچکا ہے وہ اس کا انکار کر چکے ہیں وہ رسول کو اور تمہیں اس لئے نکالنا چاہتے ہیں کہ تم اپنے رب اللہ پر ایمان لا چکے ہو اگر تم میری راہ میں جہاد کے لئے اور میری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے نکلتے ہو (تو ان سے

دوستیاں مت لگاؤ) تم ان سے خفیہ دوستیاں لگاتے ہو حالانکہ میں جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو میں جانتاہوں اور تم میں سے جس نے ایسا کیاتو وہ سیدھی راہ سے گمراہ ہو گیا" (ممتحنۃ) ۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ اللہ کے دشمنوں کو دوست بنانے والا گمراہ ہے اگرچہ وہ قریبی رشتے دار ہی ہو ،توجو اسے صراطِ مستقیم پر قرار دیتاہے گویاوہ اللہ کو جھوٹا کہہ رہاہے۔نعوذ باللہ من ذلك،اور اللہ کی تکذیب کرنے والا کافرہے اور کفار سے دوستی کو حلال سمجھنے والا،اللہ کے حرام کردہ کو حلال کرنے والاہے اور حرام کو حلال سمجھنے والا بھی کافر ہے۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا تذکرہ کیاجو رشتوں ناطوں اوراپنی اولاد کو عذر بناتے ہیں فرمایا:

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَفْصِلُ بَيْنَكُمْ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۔

"اور بروز قیامت تمہارے رشتہ دار اور تمہاری اولاد تمہیں ہرگز نفع نہ دے سکیں گے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرے گا اور اللہ تمہارے اعمال دیکھ رہاہے"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے عذر کو ناقابل قبول قرار دیاہے جو رشتے ناطوں اور اولاد اور ان پر خوف اور ان سے جدائیگی کی مشقت کو بطور عذر پیش کرتاہے بلکہ اس بارے میں یہ بتادیا کہ ان میں سے کوئی بھی بروز قیامت فائدہ نہ پہنچاسکے گانہ اللہ کے عذاب کو دور کرسکے گا جیساکہ ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ۔

"پھر جب صور پھونک دیا جائے گا اس دن ان کے مابین کچھ نسبتیں نہ رہیں گی اور نہ وہ ایک دوسرے سے کچھ مانگ سکیں گے"۔(مومنون:101)

(۲۱) سنن ابوداؤد وغیرہ میں سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من جامع المشرك وسكن معه فانه مثله"۔

جو مشرک کے ساتھ اکٹھاہو اور اس کے ساتھ رہائش رکھے تو وہ اسی کی طرح ہے"۔

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے ساتھ میل جول رکھنے والے اور اس کے ساتھ رہائش رکھنے والے کو انہی کی طرح قرار دیاہے،توجو ان کے دین سے اظہار موافقت کرتاہو اورانہیں پناہ فراہم کرتاہو اور ان کے ساتھ تعاون کرتاہو،وہ ان جیسا

کیوں نہ ہو؟ اور اگر کوئی کہے کہ ہمیں تو خوف ہے تو اس سے کہا جائے گا کہ تم جھوٹ بولتے ہو اس لئے کہ خوف عذر نہیں بن سکتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ۔

"لوگوں میں کچھ ایسے ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور پھر جب اسے اللہ کی خاطر تکلیف دی جاتی ہے تو لوگوں کی آزمائش کو اللہ کا عذاب سمجھنے لگتا ہے"(العنکبوت:10)۔

اس آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے تکلیف یا خوف کے وقت اپنے دین سے پھر جانے والے کا کوئی عذر نہیں مانا، تو جسے کچھ تکلیف ملی ہی نہ ہو نہ ہی اسے کچھ اندیشہ ہو تو اس کا عذر کیونکر مقبول ہو سکتا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے باطل کو اس کی محبت میں اور گردش حالات کے خوف سے اختیار کیا ہوتا ہے۔

اس بارے میں اور بہت سے دلائل ہیں لیکن جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دینا چاہے۔ اس کے لئے یہ ہی بہت ہیں اور جسے گمراہ کرنا چاہے تو پھر جیسا کہ فرمایا:

اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ، وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ۔

"یقینا جن لوگوں پر تیرے رب کا فیصلہ صادق آگیا دردناک عذاب کا مشاہدہ کرنے تک ایمان نہ لائیں گے اگرچہ ان کے پاس ہر نشانی آجائے"۔(یونس:97)

آخر میں اللہ کریم، منان سے ہماری التجاء ہے کہ وہ ہمیں زندہ رکھے اسلام پر، اور موت دے اسلام پر اور ہمیں صالحین میں شامل فرما اس حال میں کہ نہ تو رسوا ہوں نہ ہی مفتون یقینا وہ ارحم الراحمین ہے۔

وصلی اللہ علی محمد و آلہ وصحبہ وسلم۔ آمین



مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان
Website: http://www.muwahideen.co.nr
Email: salafi.man@live.com